بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

تحریر: راجہ انار گل سابق ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس حال ایڈوکیٹ ہائی کورٹ

یہ تو اٹل بات ہے کہ ہر جاندار نے موت کا ذائقہ چکھنا ہے: ﴿ کل نفس ذائقة الموت ﴾ مگر...(موت العالم موت العالم) ایک عالم کی موت کل عالم کی موت ہے۔ اس سے مراد ہے کہ عالم تعلیم و تبلیغ کے ذریعہ لوگوں کو راہ ہدایت دکھاتا ہے۔ اس کے فوت ہونے سے بیشار انسان اس کی تبلیغ سے بہرہ مند نہیں ہو سکتے۔ عالم کی موت ایک بہت بڑا نقصان ہے۔ اس وجہ سے اسے ایک عالم (universe) کی موت سے منسوب کیا گیا ہے۔

آپؒ خالص عقیدۂ توحید کے بیان کرنے والے اور پوری زندگی اللہ تعالیٰ کی توحید اور نبی رحمتﷺ کی رسالت کی تبلیغ کرتے رہے اور شرک و بدعات کی ڈنکے کی چوٹ پر مخالفت کرتے تھے اور کہا کرتے تھے کہ شرک و بدعات گمراہی کی طرف لے جاتا ہے اور جہنم کی آگ کا ایندھن بناتا ہے۔ حضرت علامہ محمد مدنی رحمہ اللہ ہمارے لئے ایک مشعل راہ، ایک مینار، ایک سنگ میل اور ایک تحریک کی حیثیت رکھتے تھے۔

حضرت علامہ محمد مدنیؒ کے ساتھ راقم نے کئی کئی ماہ شب و روز اکٹھے گزارے۔ اکٹھے اندرون ملک اور بیرون ملک سفر کئے۔ ان کے ظاہر و باطن میں کسی قسم کا فرق نہ پایا۔ ان کے ساتھ بڑی بڑی محفلوں، انجمنوں، سیمینارز، کانفرنسوں میں شریک ہوا۔ حضرت موصوف جس مجلس میں شریک ہوتے اسی میں قد آور شخصیت سمجھے جاتے۔ تقریباً 2 سال قبل برطانیہ کے شہر برمنگھم میں حضرت علامہؒ مرکزی جمعیت اہل حدیث برطانیہ کے زیر اہتمام عالمی اسلامی کانفرنس میں مدعو تھے۔ راقم بھی اسی مجلس میں شریک تھا۔ اسلامی ممالک اور دوسرے ممالک انڈیا وغیرہ سے علمائے کرام اس کانفرنس میں شریک تھے۔

کانفرنس کا اہتمام مسجد بریڈفورڈ واقعہ لمب لین میں ہوا۔ سب علمائے کرام نے اپنی اپنی تقاریر کیں اور حضرت علامہ محمد مدنیؒ کی تقریر کو سب نے سراہا اور بہت پسند کیا۔ پروگرام کے اختتام پر سب لوگ علامہ حضرت محمد مدنیؒ کے اردگرد آ کر بیٹھ گئے اور حال احوال پوچھنے لگے اور پاکستان میں دین کی تبلیغ و اشاعت کے بارے میں سوال جواب ہوئے۔ پاکستان کے پہلے House of Lords یوکے کے رکن چوہدری نذیر

احمد نے حضرت علامہ محمد مدنی ؒ کو بار بار اپنے گھر رادرھم افطار پارٹی اور مسجد میں درس کیلئے شرکت کی درخواست کی ۔ حضرت علامہ محمد مدنی ؒ وقت کی کمی اور مصروفیات کی زیادتی کی وجہ سے معذرت کرتے رہے ۔ لیکن لارڈ نذیر احمد بار بار اصرار کرتے رہے ۔ آخر حضرت علامہ محمد مدنی ؒ رضامند ہو گئے اور رادرھم میں بعد از نماز عشاء مرکزی مسجد اہل حدیث میں درس دیا ۔ چوہدری نذیر احمد حضرت علامہ محمد مدنی ؒ کی مہمان نوازی کو اپنے لئے باعث اعزاز سمجھتے تھے اور حضرت علامہ محمد مدنی ؒ کو قدر اور احترام کی نگاہ سے دیکھتے اور علامہ صاحب کا اپنے دوست احباب سے تعارف کرا کے بہت خوش ہوتے تھے ۔ چوہدری صاحب حضرت علامہ ؒ کے علم و ادب اور خطابت سے بہت زیادہ متاثر تھے ۔

مرکزی جمعیت اہل حدیث برطانیہ کے امیر حضرت مولانا عبدالھادی صاحب نے حضرت علامہ محمد مدنی ؒ کو برمنگھم میں مرکزی جامع مسجد اہل حدیث میں جمعہ پڑھانے کی دعوت دی ۔ چنانچہ قبل از جمعہ مولانا عبدالہادی صاحب نے اعلان کیا کہ آج خطبۂ جمعہ پاکستان سے ہمارے نامور خطیب ارشاد فرمائیں گے ۔ علامہ صاحب نے بڑا متاثر کن خطبۂ جمعہ دیا ۔ خطبہ جمعہ سے فارغ ہونے کے بعد واقف کار احباب دوست علامہ صاحب کے اردگرد آ کر بیٹھ گئے ۔ مختلف دینی مسائل پر باتیں ہوئیں ۔ ایک صاحب بھاری بھرکم قدر کے لمبے، عمر رسیدہ معذرت کے ساتھ بات کاٹ کر مخاطب ہوئے اور کہنے لگے: ''مدنی صاحب ! آپ پاکستان میں بہت مسجدیں بنواتے ہیں اور پاکستان میں مسجدوں کا جال بچھایا ہوا ہے ۔ میں جہلم کا رہنے والا ہوں ۔ ہمارے علاقے میں کوئی اہل حدیث مسلک کی مسجد نہیں ہے ۔'' حضرت علامہ محمد مدنی ؒ نے جواب دیا کہ بھائی صاحب جہلم کے علاقہ میں تقریباً 22 کے قریب مساجد بنوائی ہیں اور اس وقت تین مساجد زیر تعمیر ہیں ۔ آپ جہلم کس جگہ رہتے ہیں تو وہ صاحب کہنے لگے کہ میں دینہ کا رہائشی ہوں اور دینہ میں ہمارے مسلک کی کوئی مسجد موجود نہیں ۔ علامہ صاحب نے اس شخص کو بتایا کہ ہم آپ کے علاقہ دینہ میں کوشش کر کے جگہ خریدیں گے اور ان شاء اللہ وہاں بہت جلد مسجد بنائیں گے اور ہمارا وعدہ رہا کہ اگلے سال جب آئیں گے تو مسجد کی تعمیر کی خوشخبری دیں گے ۔

حضرت علامہ محمد مدنی ؒ نے دینہ میں منگلا روڈ کے قریب جگہ خرید کر ہنگامی بنیادوں پر مسجد تعمیر کرانی شروع کر دی اور دورانِ تعمیر راقم کو کہتے تھے کہ آئندہ جب یو کے کانفرنس پر جائیں گے تو اس آدمی کو بلوا کر بتائیں گے کہ وعدہ پورا ہو چکا ہے اور دینہ میں مسجد تعمیر ہو چکی ہے ۔ لیکن دورانِ تعمیر علامہ صاحب بیمار پڑ گئے ۔ ماہ اپریل 2002ء میں مسجد کی تکمیل ہوئی تو افتتاحی جمعہ حافظ عبدالحمید عامر صاحب نے پڑھایا کیونکہ علامہ محمد مدنی ؒ صاحب 18 فروری کو مسجد کی تکمیل سے دو ماہ قبل فوت ہو چکے تھے ۔ دوران بیماری علامہ موصوف سرجی میڈ ہسپتال

لاہور میں زیرِ علاج تھے۔ جب کچھ افاقہ ہوتا اور علامہ صاحب اچھے موڈ میں ہوتے تو جامعہ علوم اُثریہ اور جامعہ اُثریہ للبنات اور دیگر مدارس اور مساجد کی بات ہوتی۔ ایک دن راقم سید ثناء اللہ شاہ امیر جماعت رانیوال سیداں ضلع گجرات اور مولانا فیض احمد صاحب ان کی تیمارداری کیلئے ان کے پاس بیٹھے ہوئے تھے تو علامہ مرحوم مجھے مخاطب ہو کر فرمانے لگے۔ راجہ صاحب دینہ والی مسجد جلد ہی مکمل ہونے والی ہے اور میں جلدی سے ٹھیک ہو رہا ہوں۔ ان شاء اللہ اس شخص کو جاکر بتاتا ہے کہ جو ہم نے آپ سے وعدہ کیا تھا وہ ہم نے پورا کر دیا ہے۔

علامہ صاحبؒ جب کسی سے کوئی وعدہ کر لیتے تو بھولتے نہیں تھے لیکن افسوس صد افسوس کہ علامہ صاحب مسجد کی تکمیل کا پیغام اور خوشخبری دینے سے قبل ہم سے جدا ہو گئے۔ بقول شاعر ؎

حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد　　　روئے گل سیر ندیدیم و بہار آخر شد

حضرت علامہ محمد مدنیؒ صاحب کی کون کون سی صفات بیان کروں۔ بات کے پکے، قول کے سچے، وعدہ کے پختہ، وہ علم دوست اور انسان دوست تھے۔ وہ عالم باعمل تھے اور عملی نمونہ پیش کرتے تھے۔ اندرون ملک اور بیرون ملک جہاں پر بھی گئے کمال کے جھنڈے گاڑ کر آئے وہ علم کا سمندر تھے۔ جلسوں میں سامعین کی خواہش ہوتی تھی کہ وہ گفتگو جاری رکھیں اور ہم استفادہ کرتے رہیں۔

ہر کام رفقاء کی مشاورت سے کرتے۔ جہاں کہیں اختلاف زیادہ ہو جائے تو پھر کہتے تھے کہ ہر عظیم کام اور بڑے کارنامے اور کامیاب منصوبہ کی پشت پر پیار، محبت اور اتفاق و اتحاد کی طاقت ہوا کرتی ہے۔ نفرت دلوں کو بیمار کر دیتی ہے۔ نفرت وہ جرثومہ ہے کہ جماعتوں کو اپاہج اور ناکارہ بنا دیتا ہے۔ رسول مکرم، نبی معظم، امام کائنات ﷺ دلوں کو جوڑتے تھے، توڑتے نہیں تھے۔ مشکل ترین مسائل کو بھی افہام و تفہیم، کشادہ نظری اور وسعتِ قلبی سے طے کرتے تھے۔ ہمارے دور کی ایک عہد آفریں اور عہد ساز شخصیت تھے۔ ان کی وفات سے حقیقتاً ایک عہد ختم ہو گیا۔ ایک زمانہ سو گیا اور ایک دور اختتام پذیر ہوا۔ جب تک دم میں دم رہا قومی اور ملی خدمات میں مصروف رہے۔ مختلف سماجی، اصلاحی انجمنوں سے منسلک رہے۔ اسلام کے عظیم مبلغ اور بڑے وضع دار انسان تھے۔ وہ ایک بامروت، باوقار اور رعب و دبدبے والی شخصیت تھے۔ مگر خالصتاً عوامی انسان تھے۔ ہر ایک کے دکھ سکھ میں شریک ہوتے تھے۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے۔ آمین ثم آمین

ہم امید اور دعا کرتے ہیں کہ ان کے جانشین حافظ عبدالحمید عامر صاحب فاضل مدینہ یونیورسٹی اپنی ذمہ داریاں احسن طریقہ سے سرانجام دیں گے۔ اس شعر پر ختم کرتا ہوں۔

ہمارے بعد اندھیرا رہے گا محفل میں　　　بہت چراغ جلاؤ گے روشنی کیلئے

روزہ کے احکام ومسائل

بقلم: حضرت علامہ مولانا عبیداللہ رحمانی مبارکپوری رحمہ اللہ

مہینہ کی ابتداء اور انتہاء میں رؤیت ہلال کا اعتبار

رمضان کا مہینہ ہو یا کوئی دوسرا مہینہ، سال کے تمام مہینوں کی ابتداء اور انتہاء میں نیا چاند نکلنے اور دیکھے جانے کا اعتبار ہے۔جنتری اور کیلنڈر اور فلکی حساب کا قطعاً اعتبار نہیں ہے۔ارشاد نبوی ہے: (صوموا لرؤيته وأفطروا لرؤيته) (صحیحین۔بخاری، مسلم)

رویت ہلال کی شہادت

رمضان کے چاند کی رؤیتِ ہلال کے ثبوت کیلئے ایک معتبر مسلمان کی گواہی کافی ہے:

(عن ابن عباسؓ قال: جاء أعرابی النبی ﷺ فقال: إنی رأیت الهلال یعنی هلال رمضان، فقال أتشهد أن لاإله الا الله؟ قال، نعم. قال: فقال: یابلال! أذن فی الناس: صوموا غداً) (سنن اربعہ)

(عن ابن عمرؓ قال: تراءی الناس الهلال: فأخبرت رسول الله ﷺ أنی رأیته، فصام وأمر الناس بصیامه) (سنن اربعہ)

علامہ شوکانیؒ ان دونوں حدیثوں کے بارے میں فرماتے ہیں: ''الحدیثان یدلان علی أنها تقبل شهادة الواحد فی دخول رمضان'' (نیل الأوطار)

عیدالفطر اور ذی الحجہ کے مہینوں کی ابتداء کیلئے دو معتبر مسلمان مردوں یا ایک مسلمان مرد اور دو عورتوں کی گواہی ضروری ہے۔

(عن رجل من أصحاب النبی ﷺ قال: اختلف الناس فی آخر یوم من شهر رمضان فقدم أعرابیان فشهدا عندالنبی ﷺ بالله لإهلال الهلال أمس عشیة فأمر رسول الله ﷺ الناس أن یفطروا، وزادفی روایة وأن یغدوا إلی المصلی)